تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف اور اسرار شریعت کا حسین مجموعہ

ایک عظیم انسائیکلو پیڈیا

جلد دوم

احیاء علوم الدین

جدید اور بامحاورہ سلیس ترجمہ

مذاق العارفین

مصنف

حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد الغزالی

جدید ترجمہ: مولانا ندیم الواجدی فاضل دیوبند

دار الاشاعت

اردو بازار، کراچی ا فون ۲۶۳۱۸۶۱

باہتمام: خلیل اشرف عثمانی

طباعت: شکیل پرنٹنگ پریس

ناشر: دارالاشاعت کراچی ۱

ضخامت: صفحات

بسم تعالیٰ

میں ندیم الواجدی ولد مولانا واجد حسین ساکن دیوبند ضلع سہارنپور
یوپی بھارت نے احیاء علوم الدین (مصنفہ حجۃ الاسلام
امام غزالیؒ) جس کا ترجمہ اردو میں مع اضافہ کیا ہے اور چار حصے
جلدوں میں شائع کیا ہے۔ میں اس کے کاپی رائٹ پاکستان کے لئے خلیل اشرف
عثمانی مالک دارالاشاعت اردو بازار کراچی کو بخوشی دے رہا ہوں کہ وہ
اسے کمپیوٹر کتابت سے آراستہ کر کے جدید انداز سے شائع کریں گے

Copy right of [illegible] Khalil Ashraf [illegible] اور پاکستان میں
بیچتا ہوں۔ وہ چاہیں تو کاپی رائٹ آفس میں اپنے نام رجسٹرڈ کرا سکتے ہیں مجھے کوئی اعتراض
نہیں ہوگا۔

ندیم الواجدی
مترجم احیاء العلوم و مالک دارالکتاب دیوبند
یوپی۔ انڈیا

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی ۱

ادارۃ القرآن گارڈن ایسٹ لسبیلہ کراچی ۵

ادارۃ المعارف کورنگی کراچی ۱۴

مکتبہ دارالعلوم دارالعلوم کورنگی کراچی ۱۴

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی۔ لاہور

بیت العلوم ۲۶ نابھہ روڈ انارکلی لاہور

کشمیر بک ڈپو چنیوٹ بازار فیصل آباد

مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور

مکتبہ رحمانیہ: ۱۸۔ اردو بازار لاہور

کتب خانہ رشیدیہ: راجہ بازار راولپنڈی

یونیورسٹی بک ایجنسی: خیبر بازار پشاور

مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

مطلب یہ ہے کہ جس طرح بو کپڑوں میں بس جاتی ہے' اور آدمی کو خبر نہیں ہوتی' اسی طرح فساد قلب میں سرایت کرجاتا ہے اور آدمی کو پتا بھی نہیں چلتا۔

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ جس شخص کو عالم کی کسی لغزش کا علم ہو اس کے لیے دوسرے لوگوں کے سامنے اس لغزش کا ذکر کرنا حرام ہے' اور یہ حرمت دو وجوں سے ہے' ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس طرح کی لغزشوں کا ذکر غیبت ہے' اور غیبت حرام ہے' اور دوسری وجہ یہ ہے کہ سننے والوں کے دلوں سے اس لغزش کی سنگینی کا احساس جاتا رہتا ہے' اور وہ اپنے لیے اسے سہل سمجھنے لگتے ہیں' اگر کوئی شخص اعتراض بھی کرے تو اسے یہ جواب دے کر خاموش کردیا جاتا ہے کہ ہم تو پھر عام آدمی ہیں' فلاں عالم اور فلاں بزرگ بھی اس گناہ میں ملوث ہیں' اس کے برعکس اگر لوگوں کا یقین یہ ہو کہ علماء اس طرح کے گناہوں کا ارتکاب نہیں کرسکتے تو وہ خود بھی ان سے بچیں گے' اور ان کے اندر یہ جرأت بھی پیدا نہ ہوگی کہ ان گناہوں کو حقیر سمجھیں' ہم نے بہت سے دنیا دار لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ مال و دولت اور جاہ و منصب کے لیے اپنی محبت اور خواہش کے جواز پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات سے استدلال کرتے ہیں' خاص طور پر حضرت علی اور حضرت معاویہؓ کی جنگ سے' ان کے خیال میں نعوذباللہ ان حضرات کی یہ جنگ طلب حق کے لیے نہ تھی بلکہ جاہ و منصب کا حصول ان حضرات کا مطمع نظر تھا۔ بلاشبہ ان لوگوں کا یہ خیال انتہائی غلط ہے اور ان کی باطنی خباثتوں کا آئینہ دار ہے۔ اقتدار کی تڑپ اور مال و منال کی خواہش انہیں اس طرح کی خیال آرائیوں پر مجبور کرتی ہے' اور یہ حقیقت بھی ہے کہ کمینہ فطرت لوگ اس طرح کی حیلہ جوئی کرہی لیتے ہیں' ان کی نظر اچھائیوں پر نہیں ٹھہرتی' برائیوں کو یہ ایسے ایسے معنی پہناتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے' یہ شیطانی فریب ہے جو انہیں پابہ زنجیر کیے ہوئے ہے' ان کے دل اور ان کی عقلیں اسی فریب کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے جو شیطان کی ملفوات پر دھیان نہیں دیتے' اور صحیح راستے پر چلتے ہیں' فرمایا:۔

الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ (پ ۲۳ ر ۱۹ آیت ۱۸)

جو اس کلام (الہی) کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر چلتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی کیا خوب مثال بیان فرمائی ہے جو اچھائی کے پہلو سے برائی تلاش کرتا ہے' اور خیر کو شر پر محمول کرتا ہے' فرمایا:۔

مثل الذی یسمع الحکمة ثم لا یحمل منها الا شر ما یسمع کمثل رجل اتی راعیا فقال: یا راعی الغنم اجزر لی شاة من غنمک' فقال اذهب نخذ خیر شاة فیها فذهب فاخذ باذن کلب الغنم (ابن ماجہ۔ ابوہریرہ)

اس شخص کی مثال جو حکمت کی باتیں سنے اور ان سے شر کے علاوہ کچھ نہ حاصل کرے ایسی ہے جیسے وہ شخص جو کسی چرواہے کے پاس آکر کہے کہ اے چرواہے! مجھے اپنے گلے میں سے کوئی (عمدہ سی) بکری دے دے' اور چرواہا یہ کہے کہ تم خود ہی گلے کی بکریوں میں سے کوئی بہترین بکری لے لو' وہ شخص جائے اور گلے کے کتے کا کان پکڑ کر لے آئے۔

جو شخص ائمہ کی لغزشیں نقل کرتا ہے اس کی مثال بھی یہی ہے کہ وہ ان کی اچھی باتیں پھیلانے کے بجائے ان باتوں کی تبلیغ کررہا ہے جو ان سے بتقاضائے بشریت سرزد ہوئیں۔ کسی چیز کی اہمیت اس وقت بھی ختم ہوجاتی ہے جب اس کا مشاہدہ بار بار ہو۔ اس کے لیے ایک مثال لیجئے' کوئی مسلمان اگر رمضان میں روزے نہ رکھے اور دن میں کھاتا پیتا نظر آئے تو لوگ اسے بہت برا سمجھتے ہیں بلکہ بعض لوگ تو اس پر کفر کا فتویٰ بھی لگانے سے گریز نہیں کرتے' لیکن وہی شخص اگر ایک یا کئی نمازیں ترک کردے تو اس پر نہ انہیں حیرت ہوتی ہے اور نہ اس کا یہ عمل ان کے لئے باعث نفرت ہوتا ہے' حالاں کہ روزے سے زیادہ نماز کی اہمیت ہے' بعض